https://www.alahazrat.net

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

گستاخی کس چیز کا نام ہے؟

{مصنف}

فیض ملت، آفتاب اہلسنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

(باہتمام)

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

(ناشر)

عطاری پبلشرز (مدینۃ المرشد) کراچی

https://www.alahazrat.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ العلی العزیز الکریم ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم الرحیم

وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

عوام بلکہ بہت بڑے سمجھدار لوگ سمجھتے ہیں کہ گستاخی شاید گالی دینے یا کسی کو کوئی عیب لگانے یا اسکی تحقیر وتوہین کے الفاظ کا نام ہے۔

فقیر امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عربی رسالہ 'تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء' کی مدد سے یہ مختصر تحریر پیش کررہا ہے کہ گستاخی کی ایک اور قسم بھی ہے وہ یہ کہ ملائکہ وانبیاء کرام بالخصوص رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ایسے کلمات بولنا یا آپ کی نسبت اقدس کو کسی حقیر وقبیح شے سے تشبیہ دینا بھی گستاخی ہے اور یہ عوام بلکہ بہت سے خود کو علماء کہلوانے والے کہہ گذرتے ہیں پھر انہیں اس پر آگاہ کیا جائے تو تاویلیں گھڑنے لگتے ہیں۔

مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور علیہ السلام کے علم کو پاگلوں سے تشبیہ دی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے چوڑھے چمار تک پہنچادیا مولوی گنگوہی وانبیٹھوی نے نبی علیہ السلام کے علم کو شیطان، ملک الموت کے علم سے گھٹا دیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میلاد کو کنہیا کے جنم کے مشابہ لکھ دیا (براہین قاطعہ) ابو الاعلیٰ مودودی ان سے بازی لے گیا کہ کبھی حضور علیہ السلام کو چرواہا لکھ دیا کہیں موسیٰ علیہ السلام کو ملنگ کہہ دیا (پردہ کتاب) اور اس نے بھی بارہا محفل میلاد کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دی اور یہاں تک کہہ دیا کہ اس دن کو دیوالی ودسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے اور عین میلاد کے دن لاہور میں شیطان کا علم بلند کیا گیا (معاذ اللہ) نوائے وقت لاہور

ان عبارات کی وجہ سے اہلسنت بریلوی وہابی دیوبندی اور مودودی سے متنفر ہیں۔ انہیں عبارات کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے فتوائے کفر صادر فرمایا جس پر علمائے عرب وعجم نے آپ کے فتویٰ کی تصدیق وتوثیق فرمائی جس کی تفصیل 'حسام الحرمین' اور 'الصوارم الہندیہ' میں ہے۔ فقیر اس رسالہ میں امام جلال الدین علیہ الرحمۃ کے رسالہ کی تلخیص مع اعتراضات عوام کو خود فیصل بناتا ہے کہ جو فتویٰ صدیوں پہلے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما گئے وہی آج امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ لکھ رہے ہیں بلکہ صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شعر لکھنے پر گستاخ لکھ دیا تفصیل آتی ہے۔

https://www.alahazrat.net

بکریاں چَرانا

حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل تیار کر کے زندگی بسر فرماتے اگر چہ بہت بڑی سلطنت کے مالک تھے لیکن بیت المال سے کچھ نہیں لیا کرتے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور موسیٰ وشعیب علیہم السلام نے بکریاں چَرائیں۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبوت کے اعلان سے پہلے بکریاں چرانے کو اختیار فرمایا تھا۔

حدیث شریف...... ہر نبی علیہ السلام نے بکریاں چَرائیں۔

نکتہ...... بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ انسان کو بکریوں سے رافت ورحمت قلبی نصیب ہوتی ہے اسلئے کہ بکریاں تمام جانوروں سے ضعیف جانور ہیں۔ اسی لئے ان کی نگرانی قلب پر رافت و رحمت ہوتی ہے۔ جب خلقِ خدا سے واسطہ پڑے گا تو طبیعت کی تیزی اور ظلم وشدت کا مادہ پہلے سے لطف وکرم اور رافت ورحمت سے بدل چکا ہوگا اور اس کی فطرت حدِ اعتدال میں رہے گی اور کسی پر ظلم وشدت اور ناجائز سختی نہ کر سکے گا۔ باوجودیکہ بکریاں چرانا انبیاء علیہم السلام کا پیشہ ہے لیکن انہیں چرواہا کہنا گستاخی ہے۔ چنانچہ روح البیان میں ہے کہ اگر کوئی کسی دوسرے کو بکریوں کا چرواہا کہہ کر عار دِلائے تو وہ جواب میں کہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بکریاں چراتے تھے۔ ایسے جواب دینے والے کو سزا دی جائے، اس لئے کہ بکریاں چرانا انبیاء علیہم السلام کیلئے کمال تھا۔ لیکن دوسروں کیلئے تحقیر اور تحقیقی امر میں تشبیہ دینا نبوت کی گستاخی ہے۔

قاعدہ ردّ وہابیہ

ہر وہ امر جو نبوت کیلئے کمال لیکن دوسرے کیلئے موجبِ حقارت ہو تو وہ لفظ نبی علیہ السلام کیلئے استعمال کرنا حرام ہے۔ مثلاً کوئی کسی سے کہے اے اُمّی (اَن پڑھ) وہ اسے جواب دے کہ کیا حضور علیہ السلام اُمّی (اَن پڑھ) نہیں تھے۔ ایسے شخص کو سزا دی جائے۔ (کذا فی انسان العیون)

https://www.alahazrat.net
صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سلطان سلیم اوّل از خاقان عثمانیہ کے مندرجہ ذیل اشعار مبنی بر ترکِ ادب ہیں:۔

یک گدا بود سلیمان بعصا و زنبیل — یافت از لطف تو آں حشمت ملک آرائے
مصطفیٰ بود یتیمی زعرب پست درت — وادش انعام تو تاج شرف بالائے

اگر گدا اگر سلیمان علیہ السلام عصا و زنبیل سے تیرے لطف سے وہ حشمت ملک آراء پایا۔
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتیم تھے عرب جیسے پست ملک میں پیدا ہوئے۔
انہیں تو نے تاجِ شرف و بزرگی کا انعام بخشا۔

درسِ عبرت...... سلطان سلیم مرحوم نے سلیمان علیہ السلام کو گدا گر اور حضور علیہ السلام کو یتیم کہا تو صاحب روح البیان نے اسے گستاخی لکھا باوجودیکہ یہ دونوں الفاظ ان حضرات علیہم السلام کی صفت واقعی تھی اور وہ بھی بارگاہِ حق کیلئے انہیں گداگر و یتیم کہا لیکن سلطان مرحوم کو معاف نہ کیا گیا بلکہ ان کے یہ الفاظ گستاخی میں شامل کئے گئے۔ بادشاہ کی نیت گستاخی کی نہ تھی اور نہ خلاف واقعہ کہا لیکن گستاخوں میں شمار ہوئے۔ جو لوگ اس سے بڑھ کر عمداً گستاخیوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا کیا حال ہونا چاہئے۔ وہی ان کا حال ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسام الحرمین میں بیان فرمایا۔

فافهم وتدبر ولا تكن من الوهابيين

اسی قاعدے پر ہمارے اور نجدیوں وہابیوں دیوبندیوں مودودیوں کے جھگڑے کی بنیاد ہے۔ ان کی کتابوں میں نبوت کی گستاخی جی بھر کر کی گئی ہے۔ مثلاً نبی علیہ السلام کو چوڑھے چمار سے تشبیہ دینا، نماز میں ان کے تصور کو گدھے اور اپنی بی بی کے جماع سے بدتر اور ان کے علم مبارک کو پاگلوں حیوانوں سے تشبیہ دینا، شیطان اور ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زائد بتانا اور ان کے میلاد کی مجلس کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دینا اور عام بشریت کے مساوی ماننا اور انہیں چرواہا، اَن پڑھ کہنا۔ ایسی دیگران گنت عبارات ہیں۔ فقیر نے تفصیل سے 'التحقیق الکامل فی امتیاز الحق والباطل' میں لکھ دیا ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے صرف اسی قاعدے پر ایک کتاب لکھی جس کا نام 'تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء' اس کا آغاز ہے۔

اما بعد حمد الله غافر الزلات ومقيل العثرات والصلوٰة والسلام علىٰ سيّدنا محمد الذى انزل عليه فى كتابه العزيز (افمن زين له سوء عمله فرآه حسنا فان الله يضل من يشاء ويهدى من يشاء فلا تذهب نفسك عليهم حسرات) وعلىٰ آلهٖ وصحبه النجوم النيرات

https://www.alahazrat.net

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس رسالہ کی تصنیف کا سبب یہ ہوا کہ دو شخصوں کا جھگڑا ہوا اور آپس میں خوب گالی گلوچ بکیں۔ بالآخر ایک نے دوسرے کے نسب پر حملہ کیا تو دوسرے نے کہا اے چرواہے کے بچے۔ اس کے باپ نے کہا کیا یہ نسبت صرف میری ہے؟ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام چرواہے نہیں تھے بلکہ کوئی بھی نبی علیہ السلام ایسا نہیں ہوگا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ یہ واقعہ جامع مسجد طولونی کے قریب بازار غزل میں عوام کے مجمع میں ہوا۔ ان کا مقدمہ حکام وقت کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جب قاضی القضاۃ مالکی کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ لو دفع الی الضرتبه بالسیاط یعنی اگر یہ مقدمہ میرے ہاں پیش ہوتا تو قائل کو دُرے لگواتا۔ مجھ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے جواب دیا کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اس لائق نہیں کہ کسی ایک عام آدمی سے ان کی مثال دی جائے۔ میرے مرتب فتویٰ کو دیکھ کر ایک شخص بول اٹھا کہ علامہ (سیوطی) کا یہ فتویٰ غلط ہے کیونکہ ایسے شخص کو نہ تعزیر ہے اور نہ ہی اس پر کوئی ملامت ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی ایک عام آدمی سے تشبیہ دینا ایک مباح امر ہے۔ لہٰذا اس کا قائل نہ گنہگار ہے اور نہ اسے گناہ کی طرف منسوب کیا جائے۔ مجھے اس کا خطرہ محسوس ہوا کہ عوام کالانعام کو جب ایسے کلام کے جواز کا علم ہوا تو وہ اپنے عام جھگڑوں میں ایسی گستاخیاں کردیں گے پھر وہ ان کی عام عادت بن جائے گی جس کی سے وہ دین سے خارج ہوجائیں گے۔ صرف دین کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی رہبری کو مدنظر رکھ کر یہ چند سطور لکھ دیں۔

سب سے پہلے قاضی عیاض کا وہ بیان لکھ دوں جو انہوں نے اس مسئلہ میں تحریر فرمایا جو نہایت ہی شاندار بیان ہے اور حق یہ ہے کہ بہت ہی خوب لکھا ہے کما قال ابوجه الخامس الخ

(۱) نبی علیہ السلام کی شان کی کمی کا ارادہ نہ ہو۔ (۲) ان کا کوئی عیب نہ بیان کیا جائے۔ (۳) انہیں گالی نہ دی جائے۔

شریعت میں مندرجہ صورتیں بھی انبیاء علیہم السلام کے معاملات کو اپنے اوپر چسپاں کرنا حرام ہے۔

مثلاً (۱) انبیاء علیہم السلام کے بعض اوصاف بیان کرکے مثال کے طور پر اپنے لئے حجت یا دوسرے کیلئے حجت بنائے جبکہ وہ امور انبیاء علیہم السلام نے بحیثیت دینی اُمور کے اظہار کیلئے کیے یا ان کی اسی طرح تکمیل ضروری تھی۔

(۲) کسی کام کو انہوں نے کسر نفسی کے طور پر کیا۔

(۳) یا کسی مقصد اسلامی کے پیش نظر اپنے آپ کو بلند و ارفع ظاہر فرمایا حالانکہ دوسروں کو جائز نہیں۔ اسی طرح مثلاً کوئی کہے کیا ہوا میرے حق میں ایسا ویسا کہا گیا۔ نبی علیہ السلام کو بھی تو کہا گیا تھا۔

(٤) یا یوں کہے کہ اگر میری تکذیب ہوئی تو کوئی بات نہیں انبیاء علیہم السلام کی بھی تو تکذیب ہوئی تھی۔

(٥) یا یوں بکواس کرے کہ میں نے گناہ کرلیا تو کیا حرج ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام نے بھی تو گناہ کیے تھے۔

https://www.alahazrat.net

(٦) یا یوں کہے کہ میں لوگوں کی مذمت سے کب بچ سکتا ہوں جبکہ انبیاء علیہم السلام بھی نہ بچ سکے۔

(٧) یا یوں کہے کہ میں فلاں مصیبت سے صبر کر رہا ہوں جیسے اولوالعزم پیغمبروں علیہم السلام نے صبر کیا۔

(٨) یا کہے کہ ایسے صبر کرتا ہوں جیسے حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر کیا۔

(٩) یا کہے کہ میرا صبر کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح صبر کرنا ہے انہوں نے بھی دشمنوں کی دشمنی پر صبر کیا تھا بلکہ اس سے کچھ زیادہ حوصلہ فرمایا جیسے میں حوصلہ کر رہا ہوں۔ متنبی کا شعر ہے ؎

انا فی امة تدار کها اللّٰه غریب کصالح فی ثمود

میں ایسی قوم میں غریب ہوں اللہ تعالیٰ انہیں اچھا کرے جیسے حضرت صالح علیہ السلام ثمود میں غریب تھے۔

جیسے مصری شاعر کا قول ہے کہ

کنت موسیٰ وزوجة بنت شعیب ...... غیر ان لیس فیکما من فقیر

میں موسیٰ اور ان کی زوجہ بنت شعیب ہوں سوائے اس کے کہ تم دونوں میں کوئی فقیر نہیں۔

اور جیسے حسان مصیصی کا قول ؎

کان ابا بکر ابو بکر الرضا ...... وحسان حسان وانت محمد ﷺ

گویا ابوبکر ابوبکر رضا ہے اور حسان حسان ہے اور تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہو۔

شاعر حسان مصیصی نے یہ شعر بادشاہ محمد بن عباد المعروف معتمد اور اس کے وزیر ابوبکر بن زیدون کے حق میں لکھا ہے اور یہ حسان شاعر شعرائے اندلس سے ہے اس شعر میں گستاخی یہ کی ہے کہ خود حضرت حسان شاعر رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور وزیر کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بادشاہ کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا ہے۔

https://www.alahazrat.net

اس جیسی بہت سی مثالیں ہیں اور ہم نے کثرت شواہد درج کئے ہیں حالانکہ ایسی مثالیں لکھنا ہمیں سخت ناگوار ہے تاکہ لوگوں کو ایسی گستاخیوں کا علم ہو کیونکہ عوام بلکہ بہت سے پڑھے لکھے لوگ ایسی سخت باتوں سے احتراز نہیں کرتے بلکہ ان کے ارتکاب کو معمولی بات سمجھتے اور اسے کوئی عیب بھی نہیں سمجھتے یہ ان کی کم علمی اور بیوقوفی کا نتیجہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کیلئے فرمایا:

ويحسبونه هينا وهو عند الله عظيم

اور وہ اسے آسان اور معمولی بات سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا امر ہے۔

فائدہ...... یہ جملہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشوں کیلئے فرمایا اور وہ بہتان تراش منافق تھے اور یہ منافقوں کا کام ہے کہ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق اور آپ کے خاندان کیلئے بے ادبی کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔ ہمارے دور میں اس قسم کے لوگوں کی کمی نہیں اور وہ خود ہی سوچ لیں کہ نبوت و اہل بیت کے بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں یا لکھ رہے ہیں وہ اس سے دین کی خدمت کر رہے ہیں یا اپنا بیڑہ غرق کر رہے ہیں۔

انتباہ...... بعض شعرے سے اس طرح کی جرأت عام ہے بلکہ کچھ اس معاملہ میں سخت زبان واقع ہوئے ہیں انہیں میں ابن ہانی اندلسی و ابن سلیمان المصری اور ہمارے دور میں حالی وغیرہ۔ جیسے اس نے شعر ذیل میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایلچی کہا ہے (معاذ اللہ) یہاں ہمیں ان سے بحث نہیں ہمارا مقصد اس وقت یہ ہے کہ مثالیں دے کر سمجھائیں کہ ایسی باتیں کہ جن میں صراحۃً گالی نہ ہوں لیکن ان میں بے ادبی و گستاخی اور ان کا نقص و عیب کا اظہار ہو رہا ہو تو ان میں خصوصیت سے بچنے کا اہتمام ہو۔

مانا کہ شعرائے مذکورہ یعنی ابن ہانی اندلسی اور ابن سلیمان المصری یونہی حالی وغیرہ کا ارادۂ گستاخی نہ ہوگا لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے نبوت کی عزت و احترام نہیں کیا اور نہ ہی رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا خیال رکھا۔ اور نبوت و رسالت کیلئے ضروری ہے کہ جو اسے اللہ تعالیٰ نے شان بخشی ہے اس سے کسی ادنیٰ و حقیر تشبیہ نہ دی جائے جیسے اشرف علی تھانوی نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں جانوروں وغیرہ سے دی ہے اور نہ ہی اس کی شان اعلیٰ کو کسی طریق سے کم بیان کیا جائے جیسے رشید احمد گنگوہی اور انبیٹھوی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ اقدس کو شیطان اور ملک الموت سے گھٹا دیا۔ یونہی رسالت و نبوت کی شان کو کسی کی خوشامد پر اس کے مشابہ ظاہر کیا جائے جیسے حسان مصیصی نے اپنے بادشاہ کو حضور علیہ والسلام کے مشابہ ظاہر کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کیلئے بہت سخت تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ آپ کے حضور اونچا بولنے سے بھی سختی سے منع فرمایا ہے۔

مسئلہ...... مذکورہ صورتوں میں اگرچہ ان لوگوں کو قتل نہ کیا جائے گا۔ لیکن کم از کم اتنی سخت سزا تو ضرور ہو تاکہ آنے والی نسلیں ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کریں۔

https://www.alahazrat.net

حکایت

ابونواس بہت بڑا مشہور شاعر ہے اس نے ہارون الرشید خلیفہ عباسی مرحوم کے سامنے یہ شعر پڑھا ؎

فان يك باقي سحر فرعون فيكم ...... فان عصا موسىٰ بكف خصيب

اگر تمہارے میں فرعون کا جادو باقی ہے تو ہمارے ہاں بھی عصائے موسیٰ علیہ السلام موجود ہے۔

اس شعر کی وجہ سے حضرت ہارون الرشید مرحوم نے ابونواس سے کہا اے بدبخت تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ٹھٹھا مخول کرتا ہے نکل جا میری محفل سے۔ چنانچہ اسے فوراً خلیفہ عباسی کی محفل سے نکلنا پڑا۔

درسِ عبرت...... عصائے موسیٰ علیہ السلام کے بے ادب کی یہ سزا۔ اللہ اللہ!!!

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ...... کاش آج بھی کوئی ایسا سربراہ مملکت ہمیں نصیب ہوتا جو عصائے موسیٰ کی بے ادبی گوارہ نہیں کرتا پھر اس گستاخ و بے ادب سے کیا کرتا جو کھلے بندوں امام الانبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی گستاخی اور بے ادبی کو اپنا مشغلہ سمجھتا ہے۔

فتویٰ

ہم اس بحث میں اپنے فتویٰ کے بجائے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کو کافی سمجھتے ہیں طوالت سے بچ کر ان کا قول پیش کرتے ہیں انہوں نے بھی ہارون الرشید مرحوم کی طرح ایسے محروم القسمت لوگوں کیلئے سخت سزا کا حکم صادر فرمایا ہے۔
امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ بھی عجوبہ روزگار ہے کہ جب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں یہ مقدمہ پیش ہوا کہ کسی نے آپ سے عرض کی کہ ایک شخص نے مجھے فقر و تنگدستی پر عار دلائی تو میں نے اسے کہا کہ یہ کون سی بری بات ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فقر و فاقہ سے بکریاں چرائی تھیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اسے سزا دی جائے، اس لئے کہ اس نے یہ بے محل جملہ استعمال کیا ہے۔

فائدہ...... یہ بہت ناموزوں اور نامناسب ہے کہ غلط کار لوگوں کو جب کہا جائے کہ یہ تمہارا کام مبنی بر خطاء ہے تو وہ جواب میں کہیں کہ کیا انبیاء علیہم السلام سے خطا نہیں ہوئی تھی (معاذ اللہ) حالانکہ جنہیں یہ لوگ خطائے انبیاء علیہم السلام سمجھتے ہیں وہ خطائیں نہیں بلکہ حکمتیں و اسرار تھے جیسا کہ عصمۃ الانبیاء کے عقیدہ کا اصول ہے۔

https://www.alahazrat.net

حکایت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی سے فرمایا کہ کوئی ایسا کاتب تلاش کرو جس کا باپ عربی (مسلمان) ہو۔ اس نے کہا کہ کیا حضور علیہ السلام کا والد کافر نہ تھا (معاذ اللہ) یہ اس کا گمان تھا ورنہ تحقیق سے ثابت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤمن موحد تھے تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب 'ابوین مصطفےٰ'۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تجھے یہی جواب دینا تھا۔ آپ نے اس شخص کو ملازمت سے سبکدوش کر کے فرمایا ہمیشہ کیلئے تو ہمارے کسی دفتر میں ملازمت نہ کر سکے گا۔

مسئلہ...... امام سحنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تعجب کے وقت درود و سلام نہ پڑھا جائے۔ حالانکہ حصول ثواب کی خاطر پڑھا جا سکتا ہے تعظیم و توقیر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی تقاضا ہے۔

فائدہ...... امام قابسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب کسی ایسے شخص کیلئے کہا جائے کہ جس کا چہرہ قبیح ہو وہ گویا منکر نکیر ہے یا جو شخص ترش رو اسے کہا جائے یہ مالک (خازن) نار ہے تو ایسے شخص کو سخت سزا دی جائے۔ اگر فرشتے کیلئے گستاخی کی نیت سے کہا ہے تو اسے قتل کیا جائے۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ...... ہمارے دور میں یہ بیماری عام ہے کہ کوئی کسی کا پیچھا نہ چھوڑے تو اس کیلئے کہتا ہے کہ فلاں میرا منکر نکیر ہے اور سی آئی ڈی والوں کیلئے عام محاورہ کر دیا گیا ہے کہ منکر نکیر ہیں (معاذ اللہ) یونہی کوئی کسی کا قرضخواہ یا کسی سے کوئی مطالبہ ہو وہ اسے ملے تو کہتا ہے ملک الموت یا عزرائیل آ گیا وغیرہ وغیرہ۔ بطور استہزاء و تحقیر تو کفر ہے ہی ویسے عادۃً کہنے پر بھی سخت سزا ہے لیکن سزا کون دے۔ (لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا)

https://www.alahazrat.net

حکایت

ایک نوجوان نیک خصال لیکن شرعیہ سے ناواقف نے کسی کو کوئی بات کی تو اس نے اسے کہا کہ تو اُمّی ان پڑھ ہے فلہذا خاموش رہ۔

نوجوان مذکورہ نے کہا کہ میں امی (ان پڑھ) ہوں تو کیا ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امی نہیں تھے۔

اس نوجوان کی اس مقولہ کی وجہ سے سخت مذمت ہوئی بلکہ بہت سے لوگوں نے انہیں کافر تک کہہ دیا۔ اس سے وہ نوجوان سخت پریشان ہوا اور اپنی بات سے سخت نادم ہوا بلکہ اپنی ندامت کا اظہار بار بار کیا۔

فائدہ...... امام ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایسے کو کافر تو نہیں کہنا چاہیے بلکہ اس پر کفر کا فتویٰ خطا ہے ہاں وہ نوجوان اس مقولہ سے خطا کار ضرور ہے کہ اس کے اپنے ان پڑھ ہونے پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استشہاد کیا یہ غلطی ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا یہ معجزۂ الٰہی ہے۔

حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نقص کے طور یا بے خبر و جاہل سمجھ کر ہی کہنا خطاء ہے اور یہ بھی جہالت ہے کہ آپ کی ایسی صفت سے اپنے لئے حجت پکڑنا۔ ہاں اس نوجوان (مذکور) نے اپنے قول سے استغفار اور توبہ کی بلکہ اپنی غلطی کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑایا اور عاجزی والحاح کیا اسی لئے اسے معاف کیا جائے اسکی حد قتل نہ ہوگی ہاں اسے سزا دی جا سکتی تھی لیکن اس کی ندامت سے اس کی یہ سزا بھی معاف ہوئی اسی لئے اسے ہر طرح کی سزا سے معاف کیا جائے گا۔

https://www.alahazrat.net

حکایت

حضرت قاضی ابومحمد ابن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا جس پر کسی نے تنقیص کی۔ اس نے جواباً کہا کہ بھائی تم میرا نقص بیان کر رہے ہو اس میں حرج ہی کیا ہے کہ میں ایک بشر ہوں اور ہر بشر سے کمی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تو بشر تھے اور آپ سے بھی کمی کا احتمال رہتا تھا (معاذ اللہ) مفتی صاحب موصوف نے ایسے شخص کیلئے فتویٰ دیا کہ اسے بہت بڑے عرصہ تک قید اور جیل میں قیدی رکھا جائے۔ بلکہ اسے سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے یہ اس وقت ہے جبکہ اس سے اس کا سبب یعنی تحقیر وتوہین کا ارادہ نہ ہو ورنہ اسے قتل کردیا جائے بلکہ اندلس کے بعض علماء نے ایسے شخص کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے خواہ اس کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اس کی تفصیل رسالہ 'گستاخ کا قتل' میں ہے۔ مذکورہ بالا تقریر حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفاء شریف میں بیان فرمائی ہے۔

انتباہ...... امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انتباہات پر غور فرمایئے کہ انہوں نے شفاء شریف کے فصل اوّل میں کیسی وضاحت فرمائی ہے مثلاً فرمایا کہ کسی مثال کو کسی پر چسپاں کیا جائے اور کسی شے کو اپنے اور غیر کیلئے حجت بنایا جائے اور فرمایا کہ وہ مثال صرف مثل کے طور پر بیان کیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے لیکن اگر اسے حجت کے طور لایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور حجت کے طور شے کو بیان کرنے والا وہی اسی سے استدلال کرنے والا ہوتا ہے اور استدلال کرنے والے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ خصومات میں اسے پیش اور اپنے اوپر الزام سے بری ہوجائے۔

پھر قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب لکھا کہ کسی اعلیٰ ذات کے صفات ذکر کرنا دو طرح ہیں ایک صفات کا محض ذکر دوسرا اسے استشہاد کے طور پر پیش کرنا اور استشہاد بھی استدلال ہے یونہی قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے آخر فصل میں یہ خوب فرمایا کہ ایسے لوگ خطاکار تو ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صفات احوال کو بطور استشہاد پیش کرتے ہیں لیکن کافر نہیں وغیرہ وغیرہ۔

یونہی کسی کا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی صفت پر احتجاج جہالت تو ہے لیکن کفر نہیں ایسے جملہ مقامات میں تصریح ہے کہ ان سے اپنے بچانے کیلئے استدلال کرنا سخت خطاء ہے اور ایسے لوگوں کو سخت سزا دینا ضروری ہے۔

میں نے انتباہات اس لئے کئے ہیں کہ میں نے ایسے شخص کو مستدل سے تعبیر کیا تو بعض لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا حالانکہ اس میں اعتراض کی گنجائش نہ تھی چونکہ مقام تدریس و افتاء وتصنیف اور اہل علم کے ہاں تقریر کیلئے استدلال کا مطلب اور ہوتا ہے اور ایسے مقامات میں اعتراض بھی نہیں ہوتا اس کی تشریح آئے گی اِن شاءَ اللہ تعالیٰ۔

https://www.alahazrat.net
جہاں مقدمات میں اور خود کو عیب و نقص سے بچانے کے استدلال کا معنی اور ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر ایسے استدلال پر اعتراض بھی ہے اور سزا دینا واجب بھی ہے بالخصوص عوام میں اور عام بازاروں میں ایسے خفیف الفاظ استعمال کرنا ایسے ہی سب وقذف یعنی تحقیر اور بہتان تراشی وغیرہ میں سزا ضروری ہے اور استدلال کرنے والے کو روکنا واجب ہے تاکہ ایسی گستاخی اور بے ادبی کا رواج نہ ہونے پائے۔ ہر مقام کی ایک علیحدہ بات ہے اور ہر محل کا اپنا حکم ہے جو اس کے مناسب ہوتا۔ کیا تم نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کا وہ اشارہ نہیں سمجھا جو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے کاتب کو سزا صرف اس لئے دی کہ اس نے اپنے باپ کے کفر پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد گرامی کے کفر سے حجت پکڑی اور استدلال کیا۔ اسی لئے تو امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کاتب پر نہ صرف اعتراض کیا بلکہ اسے ملازمت سے سبکدوش کر دیا۔

حکایت

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے بیان فرمایا کہ احمد بن عبداللہ بن یونس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعض شیوخ سے سنا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ایک مسلمان لایا گیا جو پرائیویٹ سیکریٹری کے طور پر آپ کے ہاں کام کرتا تھا لیکن اس کا باپ کافر تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لانے والے کو فرمایا کہ کاش تو ایسا کاتب لاتا جس کا باپ بھی مہاجر مسلمان ہوتا۔ وہ کاتب (پرائیویٹ سیکریٹری) بول پڑا کہ جناب میرے والد کا کفر کوئی بری بات نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا والد عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی تو کافر تھے (معاذ اللہ)۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں یہ مثال دینی تھی۔ اب نکل جا میری محفل سے اور نہ ہی مجھے تیری ملازمت کی ضرورت ہے۔

فائدہ...... اس حکایت میں یہی بات ہے کہ کاتب نے اپنے سے ایک عیب و نقص ہٹانے پر احتجاج اور استدلال کیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر رد فرمایا کہ اس نے ایسی تقدس مآب ذات کو مثال میں کیوں لایا۔

https://www.alahazrat.net

حکایت

مذکورہ بالا حکایت ایک اور طریق سے یوں منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن سعد کو فرمایا کہ ہمارے ہاں فلاں حاکم کا باپ زندیق ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کیا ہوا کیا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد صاحب کافرنہیں تھے (معاذ اللہ) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تجھے نہ صرف ملازمت سے سبکدوش کیا بلکہ ہمارے کسی دفتر میں تمہیں ملازمت نہیں ملے گی۔

قاعدہ...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف کے فصل سابع میں لکھتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے کوئی امر جائز ہو یا اس کے جواز میں آپ کیلئے اختلاف ہو یا اطوار بشریہ کی وجہ بھی ہو یا جن باتوں سے آپ کا امتحان لیا گیا اور آپ نے اس پر اللہ تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی کی وجہ سے صبر فرمایا مثلاً دشمنان اسلام کا آپ کو تکلیفیں پہنچانا یا پریشان کیا جیسا کہ ابتدائے اسلام میں آپ کے ساتھ ہوا تو ان امور میں کسی امر کا ذکر بیان کرنا جائز ہے یا نہ تو اس کے متعلق یاد رکھیں کہ بطریق روایت یا مذاکرۂ علمی اور جو عصمت انبیاء علیہم السلام کے لائق بات ہو اور ان پر اس کا اطلاق جائز بھی ہو تو یہ ہماری بحث میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ اس میں نہ تو اظہار نقص وعیب ہے اور نہ ہی ان کی عزت پر حملہ کرنا ہے اور نہ ہی استخفاف واستحقار کا خدشہ ہے نہ ظاہر الفاظ میں اور نہ ہی بولنے والے کا ارادہ ہے لیکن ایسی باتیں اہل علم اور وہ طلبائے اسلام جو ذی فہم ہیں کہ وہ ان مقاصد وفوائد سے باخبر ہیں بیان نہ کیا جائے جو سن کر فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔

حکایت

فقیر کے ایک شاگرد نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق وہ واقعہ وعظ وتقریر میں بیان کیا کہ چند بدّو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ لینے آئے تو انہوں نے آپ کو ادھر ادھر سے کھینچا وغیرہ وغیرہ یہ واقعہ سن کر سامعین نے برا منایا بلکہ اسے آئندہ تقریر کرنے سے روک دیا۔ مجھے شکایت پہنچی تو میں نے بھی اسے زجر وتوبیخ کی اور نرمی سے اسے سمجھایا کہ عوام کے سامنے ایسے واقعات ایسے طریق سے بیان کیا جائے جس سے عوام کو اُلجھن نہ ہو۔

فائدہ...... حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شق الصدر کا واقعہ بھی عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں ہاں بیان کرنا ہے تو طرز تکلم ایسا ہو کہ واقعہ سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس اُجاگر ہو۔

مسئلہ...... بعض علماء کرام نے فرمایا کہ عورتوں کو سورۂ یوسف پڑھانا مکروہ ہے یعنی اس کی تفسیر وترجمہ اور مفاہیم وغیرہ اسی لئے کہ عورتیں فطرۃً کم فہم ہوتی ہیں اور نہ ہی ان میں ایسی باتوں کے ادراک کی عموماً اہلیت وصلاحیت ہوتی ہے۔

https://www.alahazrat.net

مسئلہ...... شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اپنے قواعد میں لکھا ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ حاکمِ وقت کو صغیرہ کے ارتکاب سے ملازمت سے سبکدوش کیا جائے یہ غلط ہے بلکہ کہنے والا جاہل ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ حاکم وقت سے صغیرہ کا ارتکاب ہو تو حکام اور قضاۃ کو لائق نہیں کہ ایسے شخص کو سزا دیں ہاں کبیرہ کا ارتکاب ہو تو اس کی تفصیل ہے جو مطولات میں مذکور ہے۔

فائدہ...... امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاف لکھا ہے کہ معزز شخصیات پر تعزیر نہیں جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے نیز اس لئے کہ یہ لوگ شر سے معروف نہیں انہیں غلطی گرادے گی یعنی لوگوں کی نظروں میں گر جائیں گے اسی لئے انہیں تعزیر سے معاف رکھا جائے بعض نے اس کی تفسیریوں کی ہے کہ یہ لوگ اصحاب الصغائر ہیں اصحاب کبائر نہیں بعض نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو فوراً توبہ کر لیتے ہیں۔

احادیث مبارکہ

﴿ معزز شخصیات سے تعزیرات کی معافی میں بکثرت احادیث وارد ہیں ان میں سے چند احادیث ملاحظہ ہوں ﴾

☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معزز شخصیت کی خطائیں معاف کرو سوائے حدود کے کہ حد شرعی کی معافی نہیں۔ (مسند احمد، الادب المفرد البخاری، ابوداؤد، نسائی)

☆ معزز شخصیت کی خطاء سے تجاوز کرو۔ (نسائی، طبرانی کبیر، ابن عدی فی الکامل)

☆ زید بن ثابت کی روایت ہے کہ معزز شخصیت کی سزا سے احتراز کرو ہاں حد شرعی ضرور جاری کرو۔ (طبرانی صغیر والاوسط)

☆ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ سخی کے گناہ سے احتراز کرو اسلئے کہ جب ڈگمگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ (طبرانی کبیر وابونعیم فی الحلیہ)

فائدہ...... شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب 'طریق المعدلہ' کی بحث 'قتل من لاوارث' میں لکھا کہ فقہاء کا کہنا کہ جس نے جسے قتل کیا وہ اس کا وارث نہیں۔ سلطان وقت کو اختیار ہے کہ وہ اس سے قصاص لے یا دیت لے کر معاف کر دے لیکن مفت کی معافی صحیح نہیں گویا انہوں نے یہ حکم غالب پر لگایا ہے کیونکہ حاکم وقت کی مرضی پر ہے کہ اگر وہ مصلحت دیکھے تو اسے مفت بھی معاف کر سکتا ہے جبکہ اس کے پاس مال بھی نہیں اور نہ ہی وہ کما سکتا ہے اور اس میں مسلمانوں کی خیر وصلاح و نفع بھی مدنظر ہے لیکن اس سے اگر جلد بازی میں ہوا ہو تو پھر اسے قتل کرنا چاہئے ہاں اگر اس نے توبہ کی اور اس کا آئندہ کا ردّ عمل بھی صحیح ہے پھر کہنا کہ امام یعنی حاکم وقت کا معاف کرنا صحیح نہیں یہ بات بعید از قیاس ہے۔ بالخصوص جب مسلمانوں کو اس سے قصاص کی خواہش نہ ہو اس صورت میں میری رائے یہ ہے کہ اسے بھی امام (حاکم وقت) کی رائے پہ چھوڑا جائے اور حاکم وقت پر بھی لازم ہے کہ وہ حکم دے

https://www.alahazrat.net

جو مسلمانوں کی مصلحت پر مبنی ہو۔ وہ ایسا اقدام نہ کرے کہ جس میں کہا جائے کہ اس کا قتل جائز ہے اور وہ جواز بھی مسلمانوں کی مصلحت پر مبنی ہے اور اقامت دین بھی مدنظر ہے اس میں حظ نفس کو دخل نہ ہو اور نہ ہی کوئی اور دنیوی غرض ہو، اس میں اس کے خون بہانے سے رُکنا چاہئے کہ ایک نفس معصومہ کو باقی رکھنا ہے۔ اگر وہ اسے بغیر کسی ترجیح شرعی کے قتل کریگا تو یہ بھی اس میں شامل ہوگا جو کسی کو ناحق قتل کرتا ہے۔

فائدہ...... امام السبکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب بلا دِیت اس کا معاف کرنا جائز ہے جس میں صلاح وخیر اور مسلمانوں کا نفع ہے تو جو خطاء کسی معزز شخصیت سے صادر ہوئی ہے اس سے تعزیر کی معافی بطریق اولیٰ جائز ہے اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ بھی نہیں۔

درس ادب...... ابن السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اثر شیخ میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض نصوص میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک معزز خاندان کی عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا تو لوگوں نے اسے معاف کر دینے کی سفارش فرمائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر فلانہ (یعنی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیلئے بھی حد ثابت ہو جائے تو بھی میں قطع ید کا حکم دوں گا۔ اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بطور ادب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام کے بجائے فلانہ لامرأۃ شریفہ کا لفظ استعمال فرمایا یہ ان کا سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ادب کا لحاظ ہے حالانکہ ان کے والد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام لیا ہے۔

درسِ عبرت...... ابن السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال ادب ہے کہ ایسے مقام پہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لینا گوارہ نہ کیا اگرچہ حدیث شریف میں نام لیا گیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال تعلیم ہے کہ احکام شرع میں عوام وخواص کا کوئی امتیازی سلوک نہیں۔

فائدہ...... امام ابن سبکی کے نقل اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عمل سے ثابت ہوا کہ اصل اسلام ادب ہے اور اس کے برعکس خلافِ ادب بلکہ سوء ادب ہے۔ اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہے کہ وہ جسے جس طرح کہیں لیکن ہمیں اس طرح کہنا قبیح ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال ادب ہے کہ باوجودیکہ اس حدیث سے احتجاج واستدلال کر رہے ہیں اور اپنی تصنیف میں ہی اسے لکھ رہے ہیں کہ سوائے انکے کسی اور کو اس پر آگاہی نہیں لیکن پھر بھی ادب سے نام نہیں لیتے۔ تو بھی حرج نہ تھا لیکن ادب ایک اعلیٰ عمل ہے اسی کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنایا۔ مزید برآں حدیث شریف میں بھی لفظ لو سے ذکر ہے جو امتناع کیلئے بھی آتا ہے اور یہاں بطور بغرض محال استعمال ہوا ہے تب بھی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لینا گوارہ نہ فرمایا یہ کمالِ ادب ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

☆ رويتي اليك كرؤية ملك الموت یعنی میں تجھے ملک الموت کی طرح دیکھتا ہوں یہ عموماً اس کیلئے بولتے ہیں جو کسی کو کسی سے خوف وخطرہ ہو مثلاً قرض خواہ ہے یا کوئی اور سبب۔ احناف کے علاوہ دیگر ائمہ کا مذہب ہے کہ ایسے قول سے قائل کافر نہ ہوگا لیکن تعزیر سے نہ بچ سکے گا یعنی ایسا قول شرعاً ممنوع ہے اگر کوئی کہہ دے تو کافر تو نہ ہوگا لیکن سخت سزا دی جائے تاکہ ملائکہ کی تحقیر نہ ہو۔

☆ کوئی کلمہ قرآنی الفاظ سے اپنے مقصد کیلئے بولنا مثلاً کہا جائے جئت علی قدریموسی اس شخص کیلئے جو اپنے وقت پر کسی جگہ پہنچے اور وہ یہ جملہ سن کر کہے 'نعم' ہاں۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں ایسا اقتباس صحیح نہیں کیونکہ قرآن کی توہین وتحقیر ہے کہ اس کے کلمات کو اپنے دُنیوی اغراض پر استعمال کیا جائے۔ یونہی انبیاء علیہم السلام کو اغراض دنیویہ پر استعمال کیا جائے۔

حضرت امام ابن حجر سے سوال ہوا کہ محافل میلاد میں بعض لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جذبہ میں مختلف انداز اپناتے ہیں۔ بعض مقررین واعظین خواص وعوام کی موجودگی میں (جہاں مردعورتیں جمع ہوتی ہیں) لچھے دار تقریریں کرتے ہیں۔ ان میں بعض باتیں تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منافی بھی سرزد ہوجاتی ہیں مثلاً رقت آمیز باتیں حکایتیں بیان کرتے ہیں جن میں عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہلو کم ہوتا ہے لیکن ان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شفقت از غیر کا پہلو واضح ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں طائف سے دائیاں آئیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یتیمی کے پیش نظر کسی دایہ نے آپ کو نہ لیا سوائے حلیمہ رضی اللہ عنہا کے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکریاں چراتے رہے۔ اس پر چند اشعار بھی ہیں ؎

باغنامه سارا الحبيب الى المرعیٰ ...... فيا حبذر رايح فوادى له يرعى

محبوب بکریاں لے کر چراگاہ کو چلا۔ واہ واہ چرانے والے میرا دل ہی اس کیلئے راعی ہوتا۔

خيا احسن الاغنام وهو يسوقها ...... وكثير من هذا المعنى المحل بالتعظيم

کیسی حسین وجمیل ہیں وہ بکریاں جسے وہ محبوب ہانک کر لے جاتا ہے۔

ایسے بہت معنیٰ محل قابل تعظیم ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بکریاں چرانے والے کے ذکر آپ کی خفت وحقارت کا اظہار ہوتا ہے اگرچہ قائلین کا ارادہ ایسا نہیں اور نہ ہی انہیں ایسے پہلو کا تصور ہوتا ہے۔

الجواب

سمجھدار کو لائق ہے کہ ایسے مقام پر خبر یعنی مضمون میں مخبر یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے نقص کا تصور وخیال نہ کرے یہاں تو صرف خبر محض ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکریاں چُراتے اس سے کب لازم آتا ہے کہ ہر بکریاں چرانے والا حقیر وفقیر ہوتا ہے بلکہ بکریاں چرانا تو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ’ بکری کی فضیلت‘۔

https://www.alahazrat.net

اللّٰہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کا پہلو

ابن ابی الدنیا کتاب العصمت میں لکھتے ہیں کہ امام مطرف نے فرمایا کہ اللہ کی ذات کی عظمت وجلال قلوب میں ہونا ضروری ہے اسلئے یہ اللہ کے ذکر خیر میں نہ کیا جائے مثلاً کتے کو بددعاء دیتے ہوئے کہو: اللھم اخزہ اے رسوا کر یا گدھے کو کہے یا بکری کو۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ...... اس میں اللہ تعالیٰ کی رفعت شان کے سامنے یہ لائق نہیں کہ اس کے ذکر کیساتھ حقیر وخفیف اشیاء کا ذکر ہو۔ اسی لئے ہمارے فقہاء کرام کہتے ہیں: خالق الخنازیر والکلاب والقاذوات اے خنزیر و کتے اور گندگیوں کو پیدا کرنے والا۔ (شرح فقہ اکبر للملا علی قاری)

حاضر و ناظر اور گندگی

بعض گندے ذہن والے سوال کرتے ہیں کہ کیا حضور علیہ السلام بیت الخلاء وغیرہ میں حاضر و ناظر ہیں۔ ہم انہیں جواب دیتے ہیں عقیدہ رکھنا اور بات ہے اسے زبان پہ لانا شے دیگر۔ ہم عقیدہ تو حاضر و ناظر کا ہر جگہ رکھیں گے لیکن تفصیل کے وقت ایسی گندی اشیاء کو زبان پہ نہ لائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ کو خالق کل شئی مانتے ہیں لیکن تفصیل کے وقت نہ کہیں گے۔

خالق الخنازیر والکلاب والقاذوات

اس مسئلہ کی تحقیق کیلئے دیکھئے فقیر کا رسالہ 'حاضر و ناظر اور گندگی'۔

ایک گستاخی پر سوال کا جواب

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امام سہیلی نے حدیث نقل کی ان ابی واباک فی النار میرا باپ اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین دوزخ میں ہیں (معاذ اللہ) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زندوں کو مردوں کی وجہ سے اذیت نہ دو۔ اللہ فرماتا ہے: ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ ...... اس مسئلہ کی تحقیق و تفصیل کیلئے فقیر کی تصنیف 'ابوین مصطفٰے' کا مطالعہ ضروری ہے۔

https://www.alahazrat.net

بکریاں چرانا

سابق دور میں بکریاں چرانا نقص وعیب نہ تھا لیکن بعد کے عرف میں یہ صفت حقارت کے کھاتہ میں آ گئی اسی لئے مالا صاتہ اس میں تحقیر نہیں اسی لئے مطلقاً راعی الغنم پر اعتراض نہ ہونا چاہئے کیونکہ بہت سی باتیں سابق دور میں حقیت نہیں ہوتیں لیکن زمانے کی تبدیلی سے احکام بدلتے ہیں اسی لئے زمانہ زمانہ اور شہر شہر کا فرق ہے اس پر فقہاء کرام کا کلام شاہد ہے۔ نکاح کی کفاءت میں اور مروت شہادات میں یہ مسئلہ تمام فقہ کی کتابوں میں ہے حتیٰ کہ منہاج میں لکھا ہے کہ ہمارے دور میں یہ کلمہ جو بھی بولتا ہے شتم وتنقیص کے موقعہ پر بولتا ہے مثلاً کوئی کسی کو کہے انت یا راعی المعزی اے بکریاں چرانے والے۔ تو اس سے تنقیص کا پہلو نکل سکتا ہے اسی لئے ایسے جملے اس نے جو کچھ کہا ہے اپنے اعتقاد کی ترجمانی کی ہے یعنی وہ یہ اعتقاد ظاہر کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہوتے اور مجھے اس فیصلہ پر رجوع کا فرماتے تو بھی میں نہ مانوں گا، یہ شخص کافر ہے (معاذ اللہ) مندرجہ ذیل آیات کے خلاف بکواس کرتا ہے۔

(۱) قل اطیعو اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین o

(۲) فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینم ثم لا یجدو فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

حکایت

اس شخص کا قصہ کہ جس کا فیصلہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ آپ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تا کہ آپ اس کا فیصلہ کریں آپ نے اسے تلوار سے قتل کر دیا یہ قصہ مشہور ہے اور اس بکواس پر اس قول سے تعجب ہے کہ کہتا ہے کہ میں نہیں مانوں گا یہاں تک کہ آپ مجھے نص دکھائیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول خود نص ہے۔

مسلمان پر تو ایسا گمان نہیں ہو سکتا شاید اس نے یہ قول من حیث الاعتقاد نہ کہا ہوگا۔

https://www.alahazrat.net

دوسرا سوال

یہ تو شدید ترین خطاء ہے بلکہ قبیح ترین ہے اور پہلے مسئلہ سے بہت زیادہ برا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی یہ کہے کہ اگر مجھے کسی نبی یا فرشتے نے گالی دی تو میں بھی اسے گالی دوں گا۔

الجــــــواب

ابن رشدو ابن الحاج نے فرمایا کہ ایسے شخص کو بہت سخت مارا جائے اور اسے قید میں رکھا جائے اور اسکا دوسرے لوگوں کیلئے مباح کرنا یہ دوسری بات ہے یہ برائی میں اس سے بڑھ کر ہے اس لئے کہ اس میں لوگوں کو حرام کے ارتکاب و استحلال پر اُکسانا اور انبیاء و ملائکہ کرام علیہم السلام کے منصب پر حملہ کرنا ہے اور یہ کیسے کسی کو کسی کیلئے مباح کیا جائے جبکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں وہ تو کسی کو برا بھلا نہیں کہتے سوائے حکم شرعی کے اور جو شرعی طور کسی کو برا بھلا کہتا ہے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے جواب میں اسے برا بھلا کہے۔ مسئلہ اصل کے اعتبار سے سخت ہے ایسے شخص کو ایسی باتوں سے روکا جائے اور اسے کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر اس سے بائیکاٹ کیا جائے اور اس پر توبہ اور رجوع الی اللہ ضروری ہے اور یقین دہانی کرائے کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کہے گا۔

یہ بیان امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ اس پر فقیر اُویسی غفرلہٗ توضیحاً اضافہ کرتا ہے۔

اضافہ اُویسی غفرلہٗ...... گستاخی کے درجات ہیں نہ ہر گستاخ واجب القتل ہے نہ ہر گستاخ قابل معافی ہے۔ گستاخی اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں ہو یا انبیاء علیہم السلام کے حق میں یا ملائکہ کرام کے بارے میں یا اولیاء عظام و علمائے حق کے متعلق۔ احوال انبیاء علیہم السلام پر چسپاں نہ کئے جائیں بالخصوص عوام کے سامنے۔ ہماری یہ تحقیق اس کیلئے ہے جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف ہے۔

https://www.alahazrat.net

حکایت

ہم یہاں ایک نکتہ لطیفہ عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ شیخ ابن السبکی علیہ الرحمۃ ترشیح میں لکھتے ہیں کہ میں ایک دن جماعت کے ساتھ گھر کے دالان میں کھڑا تھا کہ کتا پانی چھڑکتا ہوا ہمارے قریب سے گذرا اس سے خطرہ تھا کہ اس کے چھینٹے ہم پر نہ پڑیں۔ میں نے کتے کو جھڑکتا ہوا کہا کہ اے کلب ابن کلب (اے کتا اور کتے کا بیٹا)۔ میرا یہ قول میرے شیخ یعنی میرے والد شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر کے اندر سے سن رہے تھے، باہر تشریف لاکر فرمایا تم کس کو گالی دے رہے تھے؟ میں نے عرض کی حضور! میں نے تو صحیح کہا ہے وہ کتا ہے اور کتے کا بیٹا۔ انہوں نے فرمایا یہ ٹھیک ہے لیکن تو نے یہ بات اس کی اہانت وتحقیر کے طور کہی ہے اور یہ تمہارے لئے لائق نہیں۔ اس سے میں یہ نکتہ سمجھ گیا کہ کسی کو کوئی صفت جو اس کے لائق ہے کہنے میں حرج نہیں اس میں اس کی اہانت وتحقیر مدنظر ہو تو پھر بے ادبی وگستاخی ہے۔

فائدہ...... ایسے الفاظ کسی پر بولنا اور تدلیس وچھپا کر بیان کرنا اور اندرونی بغض اور حسد وکینہ کی وجہ سے بولنا بولنے والے کو نقصان ہوگا جس پر بولا گیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں اور انبیاء علیہم السلام کا حق تمام کے حقوق سے فائق ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تارکِ نماز کا ہر صالح آدمی خصم ہوگا کیونکہ نماز میں ہر صالح آدمی حق ہے کیونکہ نماز میں ہے السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین یونہی مدلس چھپا کر بات کرنے والے سے قیامت میں تمام انبیاء علیہم السلام مخاصمت کریں گے اور ان کی گنتی کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

حکایت

حضرت یحیٰی بن معین (ناقد الحدیث) سے سوال ہوا کہ تم خوف نہیں کرتے کہ قیامت میں تیرے وہ محدثین خصم ہوں گے جن کی تم احادیث ترک کرتے ہو۔ فرمایا کہ قیامت میں مجھے کسی خصم کا خطرہ نہیں مجھے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ میرے خصم نہ ہوں اور فرمائیں کہ تو نے میری حدیث سے جھوٹ کو کیوں دفع نہ کیا جبکہ وہ احادیث ترک کرتا ہوں جن میں کذب وغیرہ کا احتمال ہوتا ہے یونہی میں کہتا ہوں کہ میرا سارا جہاں خصم ہو کوئی خوف نہیں لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی ایک نبی میرا خصم ہو چہ جائیکہ تمام انبیاء علیہم السلام۔

https://www.alahazrat.net

سنگین قول کی تقریر

کسی نے کوئی فیصلہ کیا تو شہر کے تمام قاضیوں نے اسے غلط قرار دیا۔ وقت کے بادشاہ نے اسے کہا کہ تیرے فیصلے کو کوئی بھی نہیں مانتا لہٰذا اپنے فیصلے سے رجوع کرلو۔ اس نے جواب میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اپنے مزار سے باہر نکل کر مجھے اس سے رجوع کا فرمائیں تو بھی نہ مانوں گا جب تک آپ مجھے صریح نص قرآنی نہ دکھائیں (معاذ اللہ) پھر اسی نے ایک مدت کے بعد کہا کہ اگر مجھے کوئی نبی مرسل یا ملک مقرب گالی دے تو میں بھی اسے گالی دوں گا اور وہ اپنے اس فتویٰ کو عوام میں اور بازاروں میں کہتا پھرتا تھا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے جائز ہے (معاذ اللہ)۔

جواب باصواب

قائل کا پہلا قول کہ (معاذ اللہ) اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار سے باہر تشریف لاکر مجھے فرمائیں تو میں آپ کی نہ سنوں گا یہاں تک کہ مجھے آپ صریح نص دکھائیں۔

قائل کا یہ قول تین حال سے خالی نہیں: (۱) قائل سے یہ قول سبقتِ لسانی سے ہوا۔ اس کا ایسی بات کہنے کا ارادہ نہ تھا یہی مسلمان پر حسن ظن اور اس کے حال کے لائق ہے اُمید ہے اس کا ارادہ یہ ہوگا کہ اگر امام مالک بھی قبر سے باہر آجائیں تو بھی نہ مانوں گا تو بجائے امام کے اس کے منہ سے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی نکل گیا وہ اپنی تیزیٔ طبع سے ایسے کہہ گیا۔ ایسے شخص کو نہ کافر کہیں گے اور نہ اس سزا دیں گے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ...... آج کل کے دور میں ایسے حال والے کہاں بلکہ عام بکواس کرنے والے اسی قول کا سہارا لے کر کئی قسم کے بکواسات کریں گے۔ لیکن قول اوّل بھی اس شخص کیلئے ہے جس سے اس قسم کی گستاخیوں کا صدور پہلے نہیں ہوتا تھا اور وہ خود بھی کہے کہ مجھ سے سبقت لسانی ہوئی اور وہ اپنی بات سے سخت ندامت کا بھی اظہار کرتا ہے اور کھلم کھلا واضح طور پر اپنی خطاء کا اعلان بھی کرے اور توبہ واستغفار میں مبالغہ کرے اور اپنی غلطی پر سر پر مٹی ڈالے اور صدقہ وخیرات کی کثرت کرے اس کے علاوہ اور بھی اتنا نیکیاں کرے کہ اس سے ایسی غلطی کی معافی کا موجب بنیں۔

(۲) سبقتِ لسانی کی بات تو نہیں اور نہ ہی اس کا یہ اعتقاد ہے لیکن وہ یوں تاویل کرتا ہے کہ میں نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے خلاف تمام جن وانس مجھے اس سے رجوع کا کہیں تو بھی نہ مانوں گا اور اگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار سے باہر تشریف لاکر مجھے رجوع کا فرمائیں تو بغیر حیل وحجت اور انکار کے آپ کا حکم بلاتوقف مان جاؤں گا اور میری یہ عبارت مبنی بر مبالغہ ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اب مزار سے باہر تشریف لانا عادۃً محال ہے ایسا شخص کافر تو نہیں لیکن اس نے بہت بڑی جراٴت کی ہے اسے اپنے منصب سے ہٹایا جائے اور اتنی زبردست اور سخت سزا دی جائے کہ قتل کے سوا باقی جتنا ہوسکتا ہے اسے مارا پیٹا جائے۔

https://www.alahazrat.net

اللہ تعالیٰ کے گستاخ کا انجام

ابلیس نے جرأت کر کے کہا کہ آدم علیہ السلام سے میں بہتر ہوں اسی اعتراض کی نحوست تھی کہ جونہی شیطان ابلیس نے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا تو ملعون ٹھہرا اور زمرۂ کفار و مردودین میں شامل ہوا جبکہ اللہ تعالیٰ نے سجدۂ آدم علیہ السلام کا حکم فرمایا تو شیطان نے اعتراض کے طور پر کہا 'ء اسجد لمن خلقت طینا' اسی اعتراض کی نحوست سے ہاروت و ماروت کو سزا ملی جبکہ انہوں نے آدم علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں اعتراض کیا۔

سبق...... جب مخلوق کے بارے میں اعتراض کی یہ سزا ہے تو خالق کائنات پر اعتراض کرنے کی کیا سزا ہوگی اور دورِ حاضرہ میں بعض جدت پسند اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اور ان کے اندر غور و خوض کر کے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ یاد رکھئے کہ سابقہ امم میں بھی اہل ہوا معترضین منکرین انہی وجوہ سے تباہ و برباد ہوئے کہ انہوں نے ان مسائل کو اُٹھایا جنہیں صحابہ کرام، تابعین، ائمہ کرام اور اولیاء کاملین رحمہم اللہ علیہم بیان کرنے سے گھبراتے تھے اس لئے کہ ان مسائل کے اظہار سے ذات وصفات پر شبہات پیدا ہونے کا خطرہ تھا لیکن بعد میں آنے والے ملحدوں نے وہی مسائل کھڑے کئے تو شبہات میں پڑ کر خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اگر وہ یہ مسائل کھڑے نہ کرتے تو ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھتے۔

مسئلہ...... خلاصہ یہ ہے کہ اہل حق کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی فعل اور اس کے تخلیقی اُمور میں اعتراض کرنا کفر ہے اس پر وہی جرأت کرسکتا ہے جو کافر گمراہ اور گمراہ کن ہوگا۔

نبوت کی گستاخی کی سزا

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتراض کرنا بھی کفر ہے اسی لئے کہ آپ ہر بات اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرماتے ہیں آپ کی کسی بات میں خواہش نفسانی کو دخل نہیں ہوتا اسی لئے ان پر اعتراض کرنا دونوں جہانوں کی تباہی و بربادی کو مول لینا ہے۔

حدیث شریف...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اے لوگو! تمہارے اوپر حج فرض ہے۔ یہ ارشاد گرامی سن کر حضرت عکاشہ بن محصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا ہم پر ہر سال حج فرض ہے یا صرف اسی سال۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نعم (ہاں) کہہ دیتا تو پھر ہر سال حج فرض ہوجاتا اگر ہر سال فرض ہوتا تو تم اسے چھوڑ کر گمراہ ہوجاتے۔ فلہٰذا تم مجھ سے اس قسم کے سوالات مت کیا کرو، جب تک میں خود نہ بتادوں۔ تم سے پہلی قومیں بھی کثرتِ سوالات و اختلافات اور رسل علیہم السلام پر اعتراض و انکار کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئیں۔

https://www.alahazrat.net

ایک گستاخ کی کہانی

بہت بڑی بدبختی اس شخص کی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتراض کیا۔ چنانچہ بعض بزرگوں سے منقول ہے فرمایا کہ میں ایک جگہ بیٹھا تھا کہ کسی بدبخت نے کہا کہ کوئی بھی اپنی خواہش نفسانی سے خالی نہیں خواہ وہ نبی ہے یا ولی یہاں تک کہ ہمارے نبی علیہ السلام بھی (معاذ اللہ) اس لئے کہ آپ نے فرمایا ہے: حبب الی من دینا کم ثلاث الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ ...... میں نے اسے کہا اے بدبخت! خدا کا خوف کر کہ یہ اعتراض بے جا ہے اس لئے کہ آپ کو نفسانی خواہش ہوتی تو فرماتے احببت بلکہ فرمایا حبب (بصیغہ مجہول) اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو مذکورہ بالا اشیاء کی محبت کا حکم منجانب اللہ تھا۔ جب وہ حکم منجانب اللہ تھا تو پھر آپ پر اعتراض کیسا۔ اس بدبخت کی بات مجھے سخت ناگوار گزری اور مجھے سخت غم لاحق ہوا اس غم میں مجھے نیند نے گھیرا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا غم نہ کھایئے میں نے اس بدبخت کا کام پورا کر دیا ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو سننے میں آیا کہ وہ بدبخت مارا گیا ہے۔

گستاخ نبوت کی سزا

جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عورتوں سے نفسانی پیار تھا۔ اس سے اس کی مراد تنقیص رسالت ہو تو ایسے بدبخت کو قتل کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بدبخت کو تباہ و برباد کرے۔ کذا قال الفقہاء

صاحب روح البیان فرماتے ہیں ۔

شب پرہ میطلبد بدر تمامت نقصان ۔۔۔ اوندانہ کہ آید نور تو ظاہر باشد

چمگادڑ چودھویں رات کے چاند کو ناقص سمجھتا ہے وہ نہیں جانتا کہ یہ نہ ہوتا تو تو بھی نہ ہوتا۔

ہر کہ از روئے جدل پر تو سخن میراند ۔۔۔ بمثل شد اگر شی بوعلی کافر باشد

جو شخص تجھ پر اعتراض کرتا ہے وہ غلط کرتا ہے اگرچہ ابو علی جیسا کافر بھی ہو۔

گستاخوں کے حالات فقیر کی تصنیف 'گستاخوں کا بدانجام' میں پڑھئے۔

https://www.alahazrat.net

اولیاء کے گستاخ

اولیاء ومشائخ اور علماء باعمل پر اعتراض کرنا بھی محرومی ہے بلکہ ان کی صحبت سے برکات نصیب نہ ہوں گے نہ ہی ان سے علمی فیض حاصل ہوسکیں گے جیسے موسیٰ وخضر علیہم السلام کا واقعہ شاہد عادل ہے حالانکہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے پہلے معاہدہ کرایا کہ فلا تسالنی عن شئ حتی احدث لك منه ذكرا لیکن پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے ان پر اعتراض کیا تو جدائی پر نوبت آگئی اور ساتھ رہنے کے برکات اور علمی فیوضات کے حاصل کرنے سے رہ گئے اور وہ علوم آپکو میسر نہ ہوئے جو آپکو حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل ہونے تھے۔

خوارج کی بد قسمتی

خوارج کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیا اسی وجہ سے صرف ان کا خروج ہوا بلکہ دین حق سے خارج ہوگئے اور انہیں کلاب النار اور شر قتلیٰ تحت ادیم السماء کے القاب نصیب ہوئے۔

ولی اللہ کے گستاخ کی کہانی

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا ایک شاگرد آپ کا نافرمان نکلا۔ آپ نے اس کے متعلق فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، یہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گر گیا ہے۔ چنانچہ بعد میں اسے ہیجڑوں کے ساتھ پھرتا دیکھا گیا، پھر چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ یہ اسے دنیا میں سزا ملی اور آخرت میں اس کیساتھ اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائے گا اور نہ ہی اسے نظر کرم سے نوازے گا اور اس کیلئے دردناک عذاب ہے بلکہ وہ ہمیشہ کیلئے ہجران وفراق میں رہے گا۔

فقیر (اسماعیل حقی) کہتا ہے

ہین مکن با مرشد کامل جدل　　تانبا شد گمراہی اور ابدال

خبردار مرشد کامل سے جھگڑا نہ کر تا کہ وہ تیرے لئے اس کے عوض گمراہی ہو۔

بہرحال انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ نہایت ہی نازک ہے لاشعوری سے لوگ بعض ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جو ان کے نزدیک تو معمولی ہوتی ہیں لیکن اللہ کے نزدیک بہت سخت ہوتی ہیں اور بعض اوقات وہی باتیں جہنم میں لے جانے والی ہوتی ہیں۔ اسی لئے مسلمان پر لازم ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام بالخصوص حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام وعلمائے عظام بالخصوص صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں ایسے الفاظ سے اجتناب کیا جائے جو انجام کی بربادی کا موجب بنیں۔

و ما علینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور، وارد کراچی باب المدینہ۔ پاکستان

۲ ربیع الاول شریف ۱۴۲۳ھ بروز بدھ (چہارشنبہ)